قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 06 اکتوبر 2020ء | 19 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:236

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرۡھًا ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡھُنَّ لِتَذۡھَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡھُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ۚ وَ عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ کَرِھۡتُمُوۡھُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَھُوۡا شَیۡئًا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا

(النساء:20)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

فرمان خلیفہ وقت

مرد سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کا خیال رکھے

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تا کہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- آ رہے ہیں مری بگڑی کے بنانے والے (منظوم)
- دعاؤں اور صدقات کی حقیقت
- قید مسرت (حصہ دوئم)
- عالم باعمل اور اطاعت و وفاداری کا پیکر

فرمانِ رسول ﷺ

’’حضرت وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ اور حضرت ابو درداءؓ کے درمیان بھائی چارہ کروایا۔ حضرت سلمانؓ، حضرت ابو درداءؓ کو ملنے آئے تو دیکھا کہ ابو درداء کی بیوی نے پراگندہ حالت میں کام کاج کے کپڑے پہن رکھے ہیں اپنا حلیہ عجیب بنایا ہوا تھا۔ سلمانؓ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابو درداءؓ کو تو اس دنیا کی ضرورت ہی نہیں وہ تو دنیا سے بے نیاز ہے۔ اسی اثناء میں ابو درداءؓ بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت سلمانؓ کے لئے کھانا تیار کروایا اور ان سے کہا کہ آپ کھائیں میں تو روزے سے ہوں۔ سلمانؓ نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روزہ کھول لیا (نفلی روزہ رکھا ہوگا)۔ اور جب رات ہوئی تو ابو درداءؓ نماز کے لئے اٹھنے لگے۔ سلمانؓ نے ان کو کہا ابھی سوئے رہو چنانچہ وہ سو گئے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ نماز کے لئے اٹھنے لگے تو سلمانؓ نے انہیں کہا کہ ابھی سوئے رہیں۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو سلمانؓ نے کہا کہ اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ پھر سلمانؓ نے کہا اے ابو درداءؓ! تمہارے پروردگار کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ پس ہر حقدار کو اس کا حق دو، اس کے بعد ابو درداءؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا سلمانؓ نے ٹھیک کیا ہے۔‘‘

(بخاری کتاب الصوم باب من اقسم علی اخیہ لیفطر فی التطوع)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

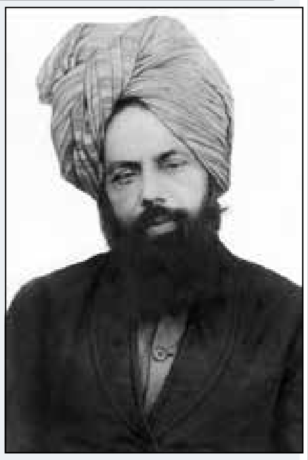

بیویوں سے حسن سلوک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالے کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں ان کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ کے حکم سے ہی کر سکتا ہے۔‘‘ (البدر جلد 3 صفحہ 26۔ 8 جولائی 1904ء بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 216)

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے۔ جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بیویوں اور خاوندوں میں تعلق سچے اور حقیقی دوستوں جیسا ہونا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 417-418۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’فحشاء کے سوا باقی تمام کج خُلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اِتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 1-2۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

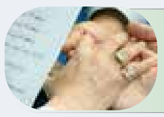

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق، غلامِ صادق، امام الزمان اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح و مہدی کو اللہ تعالیٰ نے ایک لمبے اندھیرے زمانے کے بعد بھیج کر ہم پر جو احسان کیا ہے اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ اور شکر کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادہ کے اقوال، ارشادات اور تحریرات کو پڑھ کر غور کریں اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جو یہ فرمایا ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ: 119) صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ صادقین کی صحبت سے فیض پاؤ۔ اس کے سب سے خوبصورت نظارے تو ہمیں اُس وقت ملتے ہیں جب صحابہ رضوان اللہ علیہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے فیض پاتے ہوئے آپ کی مجالس اور صحبت کا بھر پور فائدہ اُٹھایا اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پہنچائے۔ آپؐ کی مجالس کے تذکرے سنائے۔ آپؐ کی نصائح ہم تک پہنچائیں، پھر یہ دوسرا زمانہ ہے جس میں آپؐ کے غلامِ صادق کا ظہور ہوا۔ آپ علیہ السلام نے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور قرآنِ کریم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بے شمار کتب تحریر فرمائیں۔ اسلام کی بالا دستی اور برتری دنیا پر ثابت کی۔ لیکن آپ کی بہت سی مجالس ایسی بھی ہیں جو صحابہ کے ساتھ لگتی تھیں۔ بعض چھوٹی، بعض بڑی اور بعض جلسوں کی تقاریر کی صورت میں ایسی بھی ہیں جو ان کتب میں نہیں ہیں، جن میں آپ کے صحابہ اس صحبت سے فیض پاتے تھے جو اس زمانے کے صادق اور غلامِ صادق کے وجود سے برکت یافتہ تھی۔ ان مجالس کو اُس زمانے میں جماعت کے اخباروں نے محفوظ کیا۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے امام الزمان کی مجالس سے فیض پایا اور صحبتِ صادقین کے قرآنی حکم پر عمل پیرا ہوئے۔ ہم اُس مجلس میں بیٹھنے والوں اور مختلف قسم کے سوال کرنے والوں اور پھر اُن پُرحکمت باتوں کو محفوظ کرنے والوں کے بھی شکر گزار ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے آج سو سال گزرنے کے بعد بھی ہم ان باتوں کو پڑھ اور سُن سکتے ہیں۔ اور اِن کو سُن کر، پڑھ کر چشمِ تصور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کی مجلس میں اپنے آپ کو بیٹھا ہوا محسوس کر سکتے ہیں۔ آج مَیں نے ایسی ہی مجالس میں سے نماز، دعا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کے ضمن میں آپ نے جو نصائح فرمائیں اُن میں سے چند ارشادات کو، چند نصائح کو لیا ہے۔

1907ء کے جلسے کی اپنی ایک تقریر میں جو ایک لمبی تقریر ہے، ایک جگہ دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآنِ مجید کی ابتداء بھی دعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے۔ اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے۔ اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر 10 صفحہ 62۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

یہ جو دنیا کی محبت کا پھندا پڑا ہوا ہے یہ گلے میں پڑا رہتا ہے۔ وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اگر فضل حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے بھی دعا مانگو۔

پھر نماز میں وساوس کو دور کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ:

’’یہ کیا دعا ہے کہ مُنہ سے تو اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحۃ: 6) کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے۔ فلاں چیز رہ گئی ہے۔ یہ کام یوں چاہئے تھا۔ اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عمل درآمد نہیں کرتا تب تک اُس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر 10 صفحہ 63-62۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء) اس کے لئے پھر وہی آپ نے بتایا کہ دعا کرو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک بزرگ تھے وہ کسی مسجد میں گئے۔ وہاں کا جو امام الصلوٰۃ تھا وہ نماز پڑھاتے ہوئے اپنے کاروبار کے متعلق سوچ رہا تھا کہ مَیں یہ مال امرتسر سے خرید لوں گا، پھر دہلی لے کر جاؤں گا۔ وہاں سے اتنا منافع کماؤں گا۔ پھر اس کو کلکتہ لے جاؤں گا وہاں سے اتنا منافع ہو گا۔ پھر آگے چلوں گا۔ تو وہ بزرگ جو پیچھے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے نماز توڑ دی اور علیحدہ ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ کشفی طور پر اُن کو اللہ تعالیٰ نے اُس کے امام کے دل کی حالت بتا دی۔ بعد میں مقتدیوں نے شکایت کی مولوی صاحب! اس نے آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، توڑ دی تھی۔ بڑے غصّہ میں انہوں نے پوچھا کہ بتاؤ کیا وجہ ہے؟ تم نے کیوں نماز توڑی؟ تمہیں پتہ ہے یہ کتنا گناہ ہے۔ اُس نے کہا مولوی صاحب! مَیں کمزور بوڑھا آدمی ہوں۔ آپ نے سفر

بقیہ صفحہ 4 پر

آ رہے ہیں مری بگڑی کے بنانے والے

اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے
جوت اک پریت کی ہردے میں جگانے والے
سرمدی پریم کی آشاؤں کو دھیرے دھیرے
مدھ بھرے سر میں مدھر گیت سنانے والے
اے محبت کے امر دیپ جلانے والے
پیار کرنے کی مجھے ریت سکھانے والے
غمِ فرقت میں کبھی اتنا رلانے والے
کبھی دلداری کے جھولوں میں جھلانے والے
دیکھ کر دل کو نکلتا ہوا ہاتھوں سے کبھی
رس بھری لوریاں دے دے کے سلانے والے
کیا ادا ہے مرے خالق، مرے مالک، مرے گھر
چھپ کے چوروں کی طرح رات کو آنے والے
راہ گیروں کے بسیروں میں ٹھکانا کر کے
بے ٹھکانوں کو بنا ڈالا ٹھکانے والے
مجھ سے بڑھ کر مری بخشش کے بہانوں کی تلاش
کس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہانے والے
تو تو ایسا نہیں محبوب کوئی اور ہوں گے
وہ جو کہلاتے ہیں دل توڑ کے جانے والے
تو تو ہر بار سر رہ سے پلٹ آتا ہے
دل میں ہر سمت سے پل پل مرے آنے والے
مجھ سے بھی تو کبھی کہہ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّہ
روح بیتاب ہے روحوں کو بلانے والے
اِس طرف بھی ہو کبھی، کاشفِ اَسرارم، نگاہ
ہم بھی ہیں ایک تمنا کے چھپانے والے
اے مرے درد کو سینے میں بسانے والے
اپنی پلکوں پہ مرے اشک سجانے والے
خاک آلودہ، پراگندہ، زبوں حالوں کو
کھینچ کر قدموں سے زانو پہ بٹھانے والے
میں کہاں اور کہاں حرف شکایت آقا!
ہاں یونہی ہول سے اٹھتے ہیں ستانے والے
ہو اجازت تو ترے پاؤں پہ سر رکھ کے کہوں
کیا ہوئے دن تیری غیرت کے دکھانے والے
یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے در کے فقیر
اور ہنس ہنس کے روانہ ہوں رلانے والے
ہم نہ ہوں گے تو ہمیں کیا؟ کوئی کل کیا دیکھے
آج دکھلا جو دکھانا ہے دکھانے والے
وقت ہے وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
کون ہیں یہ تری تحریر مٹانے والے
چھین لے ان سے زمانے کی عنان، مالک وقت
بنے پھرتے ہیں کم اوقات، زمانے والے
چشم گردوں نے کبھی پھر نہیں دیکھے وہ لوگ
آئے پہلے بھی تو تھے آ کے نہ جانے والے
سن رہا ہوں قدمِ مالکِ تقدیر کی چاپ
آ رہے ہیں مری بگڑی کے بنانے والے
کرو تیاری! بس اب آئی تمہاری باری
یوں ہی ایام پھرا کرتے ہیں باری باری
ہم نے تو صبر و توکل سے گزاری باری
ہاں مگر تم پہ بہت ہو گی یہ بھاری باری

(جلسہ سالانہ یوکے 1984)

(کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ 19۔22)

تبرکات

دعاؤں اور صدقات کی حقیقت

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

بعض مخلص اور جلد باز مگر خدائی سنت سے ناواقف لوگوں کی طرف سے پوچھا جارہا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اتنے عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور حضور کی صحت کے لئے جماعت کی طرف سے اتنے صدقات کئے جارہے ہیں اور اتنی دعائیں ہو رہی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ یہ دعائیں بظاہر قبول نہیں ہو رہیں اور حضور بدستور بیمار چلے جاتے ہیں؟

اس سوال کے مختصر سے جواب میں سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس قسم کے سوالات دعا کے فلسفہ سے ناواقفیت اور انسانی فطرت کی جلد بازی سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جلد بازی کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے۔ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ (الانبیاء:38) یعنی انسان فطرۃً جلد باز واقع ہوا ہے اور ہر کام کے متعلق چاہتا ہے کہ وہ فوراً ہو جائے۔ حالانکہ خدا نے اپنی حکمتِ کاملہ کے ماتحت ہر بات کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے اور خدا مومنوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے۔ اس طرح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اِنَّہٗ یُسۡتَجَابُ لِاَحَدِکُمۡ مَالَمۡ یُعَجِّلۡ فَیَقُوۡلُ قَدۡ دَعَوۡتُ رَبِّیۡ فَلَمۡ یَسۡتَجِبۡ لِیۡ۔ قِیۡلَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ مَاالۡاِسۡتِعۡجَالُ۔ قَالَ یَقُوۡلُ قَدۡ دَعَوۡتُ وَقَدۡ دَعَوۡتُ فَلَمۡ یَسۡتَجَابَ لِیۡ۔ فَیَسۡتَحۡسِرُ وَعِنۡدَ ذَالِکَ یَدَعُ الدُّعَآئَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں ضرور قبول فرماتا ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا جلد بازی سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کچھ وقت تک دعا کرنے کے بعد یہ کہنا شروع کر دے کہ میں نے بہت دعا کر کے دیکھ لیا مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ جس پر ایسا شخص تھک کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔

اور دعا کے فلسفہ کے متعلق قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ مومنوں کی دعائیں قبول کرتا ہے (اور دعا تو دین کی جان ہے) مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ دعا کرنے والا خدا پر سچا ایمان رکھے اور عمل صالح بجا لائے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (البقرۃ:187)

یعنی میں دعا کرنے والے کی دعا کو ضرور سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ مگر ضروری ہے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تا کہ وہ اپنی دعاؤں میں کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔

اور اس تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَجِیۡبُ الدُّعَاءُ مِنۡ قَلۡبٍ غَافِلٍ لَاھِمٍ۔

یعنی خدا ایسے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ ہے۔

یعنی نہ تو وہ دل میں حقیقی درد رکھتا ہے اور نہ ہی وہ دعا کے حقیقی فلسفہ سے واقف ہے۔

اور ایک حدیث قدسی میں دعا کی قبولیت کا یہ گُر بھی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: أَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ۔ یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان کرتا ہے میں (دیگر شرائط کے تابع) اسی کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں۔ یعنی امید رکھنے والے کو مایوس نہیں کرتا۔

مگر دعا کی قبولیت کے لئے بعض اور شرائط بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ دعا کسی ایسے امر کے لئے نہ ہو جو خدا کے کسی وعدے یا اس کی سنت کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (آل عمران:۱۰) وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا (الاحزاب:63)

یعنی خدا تعالیٰ کسی صورت میں اپنے وعدہ کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا اور نہ تم خدا کی کسی سنت میں کوئی تبدیلی پاؤ گے۔

اور قبولیت دعا کی مختلف امکانی صورتوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

مَا مِنۡ مُسۡلِمٍ یَدۡعُوۡ بِدَعۡوَۃٍ لَیۡسَ فِیۡھَا اِثۡمٌ وَلَا قَطِیۡعَۃَ رَحۡمٍ اِلَّا اُعۡطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحۡدَیٰ ثَلَاثٍ۔ اِمَّا یُعَجِّلُ لَہٗ دَعۡوَتَہٗ وَاِمَّا اَنۡ یُدَّخَرُ ھَالہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنۡ یَصۡرِفَ عَنۡہُ السُّوۡءَ مِثۡلَھَا۔

یعنی جب ایک مومن خدا سے کوئی دعا کرتا ہے تو (بشرطیکہ وہ دعا کسی گناہ کی بات یا قطع رحمی پر مشتمل نہ ہو) خدا مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں اس کی دعا ضرور قبول فرما لیتا ہے۔ یعنی (1) یا تو وہ اسے اسی صورت میں اسی دنیا میں قبول کر لیتا ہے جس صورت میں کہ وہ مانگی گئی ہو۔ اور (2) یا اس دُعا کو آخرت میں دعا کرنے والے کے لئے یا جس کے حق میں دعا کی گئی ہو ایک مبارک ذخیرہ کے طور پر محفوظ کر لیتا ہے اور (3) یا (اگر اسے قبول کرنا خدا کی کسی سنت یا وعدہ یا مصلحت کے خلاف ہو تو) اس کی وجہ سے اس سے کسی ملتی جلتی تکلیف یا دکھ یا مصیبت کو دور فرما دیتا ہے۔

بایں ہمہ دعا میں بڑی زبردست طاقت ودیعت کی گئی ہے۔ چنانچہ یہ دعا ہی ہے جو خدا کی تلخ تقدیروں کو روکنے کی طاقت رکھتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا یُرَدُّ الۡقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَا

یعنی خدائی قضاء و قدر کو روکنے کے لئے دعا کے سوا اور کوئی حیلہ نہیں۔

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ دعا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

جو منگے سو مر رہے
مرے سو منگن جا

یعنی حقیقی دعا گویا ایک موت ہے جس میں سے دعا کرنے والے کو گزرنا پڑتا ہے اور اپنے دل میں ایک ایسی سوز و گداز کی کیفیت پیدا کرنی پڑتی ہے جو موت کے مترادف ہے۔ اور پھر اس قسم کی موت کی کیفیت بھی دراصل ایک دوسری موت کے نتیجہ میں ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ جس میں انسان کے دل میں یہ درد اور یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اگر یہ کام نہ ہوا تو میرے لئے گویا ایک موت درپیش ہو گی۔

پھر دعا خود دعا کرنے والے کے لئے بھی ایک بہترین عبادت بلکہ عبادت کی جان ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الۡعِبَادَۃِ (سنن الترمذی کتاب الدعوات)

یعنی دعا صرف ایک عام عبادت ہی نہیں بلکہ دعا کرنے والے کے لئے ایسی ہے جیسے کہ ایک ہڈی کے اندر کا گودا ہوتا ہے۔ جس کے بغیر ایک ہڈی بے کار چیز کی طرح پھینک دی جاتی ہے۔

پس میں احبابِ جماعت سے کہتا ہوں کہ جلد بازی کی رو میں بہہ کر مایوسی کی باتیں نہ کرو بلکہ خدا کی وسیع قدرت اور وسیع رحمت پر بھروسہ رکھ کر صبر و استقلال کے ساتھ دعائیں کرو، دعائیں کرو، دعائیں کرو۔ یہ دعائیں یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے لئے بابرکت ہوں گی۔ (جیسا کہ پہلے سے حضور کی طبیعت میں افاقہ شروع ہے اور برکت کی اور بھی کئی صورتیں ہیں) جماعت کے لئے بھی بابرکت ہوں گی اور خود دعا کرنے والوں کے لئے بھی بابرکت ہوں گی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو؟

اس مختصر سے نوٹ کے ختم کرنے سے قبل میں صدقات کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ صدقہ مختلف صورتوں میں دیا جا سکتا ہے۔ اوّل جانور ذبح کرنے کی صورت میں۔ کیونکہ جان کے بدلے جان کا اصول تمام مذاہب میں مسلّم ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت سے ثابت ہے۔ دوسرے مسکینوں اور یتیموں اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کی صورت میں جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں تاکید کی گئی ہے۔ تیسرے غریبوں اور بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کو ان کی ضرورت کے لئے نقد امداد کا انتظام کر کے۔ بقیہ صفحہ 4 پر

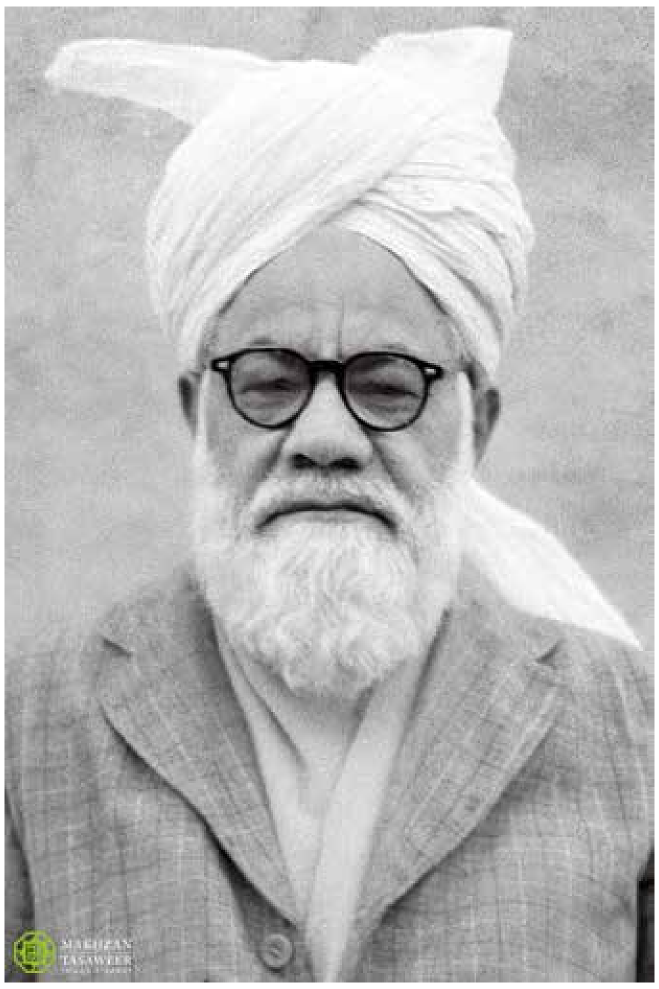

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

شروع کیا امرتسر سے اور کلکتہ پہنچ گئے، ابھی آپ نے بخارا تک جانا تھا۔ مَیں اتنی دور آپ کے ساتھ نہیں جاسکتا۔ تو بعض دفعہ نماز پڑھانے والوں کا بھی یہ حال ہوتا ہے۔

پھر 1906ء کی ایک تقریر میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو۔ اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ سوزش اور رفرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بد ارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیضِ عام کے ماتحت پیدا کر دے‘‘۔ فرمایا ’’صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نِرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقّت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنّی کرتے ہیں اور مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرتِ احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے۔ پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہو گی‘‘۔ فرمایا ’’نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام، رکوع، سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے، خواہ اُسے سمجھیں یا نہ سمجھیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’... یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالبِ حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے‘‘ (یعنی نماز جیسی نعمت کے ہوتے ہوئے) ’’کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاتے تھے اور ہمارا اپنا اور اُن راستبازوں کا جو پہلے ہو گزرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھ کر ہے اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے اُس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس اُن نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ ... جب تک انسان اُس عالم میں سے حصہ نہ لے جس سے نماز اپنی حد تک پہنچتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ مگر جس شخص کا یقین خدا پر نہیں وہ نماز پر کس طرح یقین کر سکتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 111-109۔ مطبوعہ لندن ایڈیشن 1984ء)

(خطبہ جمعہ 20/ مئی 2011ء)

بقیہ: دعاؤں اور صدقات کی حقیقت ...... از صفحہ 3

چوتھے نادار بیماروں کے لئے ادویہ اور ضروری غذا یا لباس مہیا کر کے۔ پانچویں ہونہار مگر غریب طالبعلموں کے لئے فیسوں اور کتابوں کی امداد کی صورت میں اور چھٹے اگر کسی غریب یا یتیم یا بیوہ کا مکان گر گیا ہو یا وہ ایسی ضروری تکمیل چاہتا ہو جس کے بغیر گزارہ نہ ہو مگر اسے اس کی طاقت نہ ہو تو اس کا انتظام کرا کے وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب صدقہ کی مقبول اور مستحسن صورتیں ہیں جو ہمارے دوستوں کے مدّنظر رہنی چاہئیں۔ اور صدقہ میں احمدیوں، غیر احمدیوں، غیر مسلموں بلکہ جانوروں تک کو شامل کرنا چاہئے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فِيْ کُلِّ کَبَدٍ حَرًّا اَجْرٌ۔ یعنی ہر زندہ چیز کی امداد کرنے اور اسے تکلیف سے بچانے میں خدا نے اجر مقرر کر رکھا ہے۔ اور ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ ایک کنچنی یعنی فاحشہ عورت کو خدا نے اس لئے بخش دیا کہ اس نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اللہ، اللہ رحمت کی کتنی وسعت ہے!!!

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(محررہ 3 جون 1959ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 6 جون 1959ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنا لیا ہے، یہ روٹین بنالی ہے کہ اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے‘‘۔ (بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر کے سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کس طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارے میں حضرت اسودؓ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ: ’’میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے‘‘۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان)

تو آپ ﷺ سے زیادہ مصروف اور آپ ﷺ سے زیادہ عبادت گزار کون ہو سکتا ہے۔ لیکن دیکھیں آپ ﷺ کا اسوہ کیا ہے کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہت اچھا رہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔ (ترمذی کتاب المناقب)

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ جولائی 2004ء)

آج کی دعا

رَبِّ هَبْ لِیْ حُکْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (84) وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (85) وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ (86)

(سورۃ الشعرا آیت نمبر ۸۴تا۸۶)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔ اور میرے لئے بعد میں آنے والے لوگوں میں سچ کہنے والی زبان مقدر کر دے اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

یہ حضرت ابراہیمؑ کی قوت فیصلہ، صالحیت اور حکمت کی پیاری اور جامع دعا ہے۔

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو درپیش عائلی مسائل (تقویٰ سے دوری اور فریقین کے ناجائز مطالبات) کے حوالہ سے مندرجہ بالا دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’پس ایسے لوگ جو اپنے ربّ کی پہچان نہیں رکھتے اور عقل سے عاری ہیں ان کی باتیں سن کر یہی دعا ہے جو ہمارے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنے ربّ سے عقل کی اور حکمت کی اور صحیح باتوں کو اختیار کرنے کی اور ان پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور پھر اس کے ساتھ اعمال صالحہ بجالانے کی طرف توجہ رہنی چاہئے جس کی اللہ تعالیٰ نے بار ہا ہمیں تلقین فرمائی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2006)

مرسلہ: قدسیہ محمود سردار

مرسلہ: ڈاکٹر محمد جلال شمس

قید مسرت (حصہ دوئم)

ترکی میں اسیر راہ مولا بننے کی داستان

کچھ عرصہ قبل ترکی میں خاکسار اور بعض دیگر احمدی مخلصین کے اسیر بننے کی داستان ''الفضل'' میں شائع ہوئی تھی۔ بعض عزیزان کے خاکسار کو توجہ دلانے پر خاکسار کو احساس ہوا ہے کہ چند امور جن کا ذکر قبل ازیں نہیں ہو سکا اُن کو بھی تحریر کر دوں۔ انشاء اللہ ان کا ذکر قارئین کے لئے مفید ہو گا اور دلچسپی کے علاوہ اُن کے لئے ازدیاد ایمان کا بھی باعث ہو گا۔ چنانچہ بعض متفرق امور درج ذیل ہیں۔

بائرام پاشا جیل استنبول

گرفتاری کے بعد ہمیں استنبول کی بائرام پاشا جیل میں بند کر دیا گیا۔ یہ استنبول کی بلکہ غالباً ترکی کی سب سے بڑی جیل تھی۔ جب میں استنبول یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا اُس وقت ایک دفعہ ایک ترکی دوست مکرم علی رضا شارط کے ساتھ جیل کے مین گیٹ کے سامنے سے گزرا علی رضا شارط صاحب مجھے کہنے لگے کہ دیکھیں اس جیل میں نہائت جرائم پیشہ لوگ قید ہیں۔ جو ہر روز بلکہ ہر وقت جرائم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ گویا کہ شوق کے ساتھ جرم کرنے والے لوگ۔ اُس وقت مجھے کیا معلوم تھا کہ تقدیر الٰہی ایک دن خاکسار کو بھی اس جیل میں لے آئے گی اور مَیں بھی بغیر کوئی جرم کئے اُن جرائم پیشہ لوگوں کے اندر ڈال دیا جاؤں گا لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں:

گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آں زنجیر را کز آشنا

یعنی اگر قضائے خُداوندی کے تحت کوئی عاشق کبھی اسیر ہو جائے تو وہ (اسیری کی) اُس زنجیر کو بوسہ دیتا ہے کہ وہ اُس کے محبوب کی طرف سے ہے۔

ہم بھی تو تقدیر خداوندی کے تحت ہی اسیر ہوئے تھے۔ اور ہمیں بھی لوہے کی ہتکڑیاں پہنائی گئیں تھیں۔ تو ہم اپنے مولا کی تقدیر پر کیوں راضی نہ ہوتے۔ بائرام پاشا جیل میں ترکوں اور غیر ملکیوں کے الگ الگ حصے تھے۔ میرے دونوں ساتھیوں مکرم عثمان شکر صاحب معلم اور مکرم توبلائی چیل صاحب کو ترک ہونے کی وجہ سے ترکوں والے حصہ میں بھیج دیا گیا۔ اور مجھے غیر ملکیوں والے حصہ میں بھیج دیا گیا۔ اِس طرح ہمارا باہمی رابطہ منقطع ہو گیا۔

غیر ملکیوں والے حصہ میں زیادہ تر قیدی ایرانی تھے۔ سات آٹھ عرب قیدی بھی تھے۔ چند ایک ہنگری اور روس وغیرہ ممالک سے تھے۔ ایک صاحب Dusseldorf (ڈسّل ڈورف) شہر کے تھے۔ ایک صاحب ہالینڈ سے تھے ایک نوجوان جنوبی امریکہ کے کسی ملک سے تھا۔ ایرانی قیدی بہت عمدہ ترکی زبان بولتے تھے۔ کیونکہ لمبے عرصہ سے قید تھے اور زبان سیکھنا اُن کے لئے کچھ مشکل نہیں تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام قیدی ڈرگز کی سمگلنگ کرنے کے جرم میں قید ہوئے تھے۔ اور اُن کے لئے قید سے رہائی حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔

قیدیوں نے ایک چھوٹا کمرہ نماز کے لئے الگ کیا ہوا تھا۔ وہاں اہل سنت میں سے تو کوئی قیدی نماز کے لئے نہیں جاتا تھا۔ البتہ پانچ یا سات ایرانی ضرور وہاں نماز پڑھتے تھے۔ وہاں میں نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک ایرانی نوجوان نماز ختم کرتے ہوئے پہلے بائیں طرف منہ کرتا اور پھر دائیں طرف منہ کر کے سلام پھیرتا تھا۔ مجھے اس کی کوئی وجہ تو سمجھ نہیں آئی لیکن قید کا ماحول ایسا ہوتا ہے کہ آپ کسی قیدی سے کھل کر بات نہیں کر سکتے۔ کوئی پتہ نہیں کہ وہ کب ناراض ہو جائے اور آپ کے لئے مشکلات پیدا کر دے۔ ایرانی قیدی چونکہ شیعہ تھے۔ ایک دن غالباً دس محرم کو اُنہوں نے مجلس منعقد کی اور کالے جھنڈے بھی لگائے، مجلس کے اختتام پر ماتم بھی کیا۔ تقریباً دو گھنٹے اس کام میں صرف ہوئے۔ اُس کے بعد وہ سب ٹی وی کے سامنے زمین پر بیٹھ کر گانے سننے لگے۔ میں نے اُس وقت کو غنیمت جانا اور مناسب الفاظ میں بعض شیعہ قیدیوں کو کہا کہ آپ کی اہل بیت سے محبت صرف اِتنی ہی ہے۔ کم از کم ایک دن تو آپ گیتوں وغیرہ سے دور رہتے اور آج کا دن غم میں دعاؤں میں گزارتے۔ میری اِس بات کا اُن پر اچھا اثر ہوا لیکن وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔

جیل میں سہولت دی جاتی ہے کہ قیدی بازار سے ضروریات زندگی کی اشیاء منگوا سکتے ہیں۔ اُس کا طریقہ یہ ہے کہ قیدی جیل کے گارڈ نیز کو اپنا کوئی سامان لکھوا دیتا ہے۔ گاڈ نیز فوراً بازار سے لیکر نہیں آئے گا بلکہ کم از کم ایک ہفتہ بعد وہ چیز لا کر دیتے ہیں۔ مگر وہ اشیاء بہت مہنگی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر قیدی نے دہی کا مطالبہ کیا، اب دہی کی اصل قیمت مثلاً دس لیرے ہے تو قیدی کو وہ بیس یا پچیس لیرے میں ملے گی۔ لیکن کچھ چیزوں پر پابندی ہوتی ہے، وہ قیدی کو نہیں مل سکتیں۔ مثلاً اسلحہ، چھری، وغیرہ اس کے علاوہ ریڈیو، ٹی وی منگوانے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ مگر میں نے دیکھا کہ جرمن قیدی کے پاس چھوٹا ریڈیو تھا۔ وہ اُس پر خبریں اور گانے سنتا رہتا تھا۔ اِسی طرح ہنگیرین قیدی بازار سے چھوٹے چھوٹے منکے منگواتا اور مختلف اشیاء مثلاً سگریٹ کیسز کے کور (cower) بنا کر قیدیوں میں بیچتا۔ میں نے ایک قیدی سے پوچھا کہ یہ ریڈیو اور منکے یا مصنوعی موتے ان قیدیوں کو کیسے ملتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں آپ کسی گارڈین کو پیسے دے دیں وہ آدھے پیسے اپنی جیب میں ڈالے گا۔ اور باقی پیسوں سے آپ کی مطلوبہ چیز لا کر آپ کو دے دیگا۔

اُس قیدی نے مجھے ایک عجیب واقعہ سنایا، کہنے لگا کہ کچھ عرصہ پہلے تک جیل میں پستول وغیرہ بھی موجود تھے، یہاں ایک مافیا لیڈر قید ہو کر آ گیا اُس کے کمرے میں نہایت عمدہ ہاتھ سے بنا ہوا قالین بچھا ہوا تھا، اُس کا اپنا باورچی تھا جو اُس کے لئے کھانا تیار کرتا اُس کے مہمان باہر سے آتے اور اُس سے مل کر چلے جاتے، چار مسلح باڈی گارڈ اُس کے ساتھ ہوتے۔ وہ پوری جیل میں جہاں دل چاہتا چلا جاتا صرف بیرون گیٹ سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہاں آرمی کا پہرہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ اُس کے کچھ دوست ملنے کیلئے آئے تو اُنہوں نے شکایت کی کہ اُنہیں آدھا گھنٹہ کے قریب انتظار کروایا گیا ہے۔ اِس پر وہ مافیا کا لیڈر جیل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں گیا اور سپرنٹنڈنٹ سے جواب طلبی کی سپرنٹنڈنٹ نے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ مافیا لیڈر نے کہا کہ آئندہ کی بات تو الگ ہے اب جو تم نے میرے دوستوں کو انتظار کروایا ہے اُسکی سزا تو تمہیں ملے گی، یہ کہہ کر مافیا لیڈر نے اپنا پستول نکالا اور جیل سپرنٹنڈنٹ کی ٹانگ میں گولی مار دی۔ اس واقعہ کے بعد آرمی نے جیل کے اندر آ کر مکمل صفایا کیا اور تمام غیر قانونی چیزیں ضبط کر کے آئندہ کے لئے اُن پر پابندی عائد کر دی آرمی نے مافیا لیڈر اور دیگر جرائم پیشہ قیدیوں کی خوب دُھلائی کی اور سب غیر قانونی امور کا قلع قمع کیا۔

بائرام پاشا جیل میں ایک نائجیرین قیدی سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ خود مضبوط آدمی تھا اور کوئی باکسر لگتا تھا۔ میں نے اُس کو پوچھا کہ تم جیل میں کیسے آئے ہو۔ میرے اس سوال پر اُس نے جو جواب دیا وہ سُن کر بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہم نے ایک عمارت کا ساتویں منزل کا فلیٹ رہائش کے لئے کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اسی عمارت میں ایک نچلی منزل پر ایک اور فلیٹ کرایہ پر لیکر اُس پر فرضی نام کی پلیٹ لگائی ہوئی تھی لیکن اُس میں ہم ہیروئن و دیگر ممنوعہ ڈرگ رکھتے تھے۔ ہمارا ڈرگز بیچنے کا طریق یہ تھا کہ ہم شام کو جب بسوں میں رش ہوتا ہے، ایک مومی لفافہ لے کر اُس میں کھانے پینے کی اشیاء ڈال دیتے اور ان کے درمیان میں ممنوعہ ڈرگ (Drug) رکھ دیتے۔ ہمارا آدمی بسوں کے اڈے پر جا کر بس کے انتظار میں بیٹھ جاتا اور مومی لفافہ ایک طرف پاس ہی رکھ لیتا۔ تھوڑی دیر میں کوئی اور شخص بھی جس نے ڈرگ لینی ہوتی تھی وہ بھی وہاں آ کر بیٹھ جاتا، اُس کے پاس بھی اُسی طرح کا مومی لفافہ ہوتا۔ ہر دیکھنے والا سمجھتا کہ یہ لوگ کھانے پینے کا سامان اپنے گھر لے کر جا رہے ہیں۔ جب بس آتی تو سب لوگوں کی توجہ بس کی طرف ہو جاتی۔ عین اُس وقت ہم لفافوں کا تبادلہ کر لیتے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔

اِس کے علاوہ اُس نے ایک اور بات مجھے بتائی۔ کہنے لگا ہم

یہاں سے ممنوعہ ڈرگز یورپ اِس طرح بھجواتے ہیں کہ نوجوان غیرشادی شدہ افریقن لڑکیاں استنبول جانے کی شوقین ہوتی ہیں ہم اُن کو لالچ دیتے ہیں کہ یہ بنڈل لے جاؤ تمہیں ہم اِتنے پیسے دیں گے اور ایک بڑی رقم دینے کا کہتے ہیں۔ وہ لڑکیاں لالچ میں آجاتی ہیں اور بنڈل لے جانے پر آمادہ ہوجاتی ہیں۔ اگر تو بنڈل یورپ پہنچ جائے تو ہمیں ہزاروں ڈالر کا فائدہ ہوتا اور اگر کوئی لڑکی پکڑی جائے تو اُس کی سزا اُس لڑکی کو بھگتنی پڑتی ہے ہمارا کوئی خاص نقصان نہیں ہوتا۔

اُس نائجیرین نے مجھے بتایا کہ ترکی پولیس کو ہمارے ڈپو کا پتہ لگ گیا جس کے بعد وہ میرے فلیٹ میں آئے میں نے اُن کو اپنا پاسپورٹ دکھایا کہ میرا نام اور ہے اور جس فلیٹ پر آپ نے چھاپا مارا ہے وہ شخص کوئی اور ہے، لیکن پولیس نے میری بات پر کان نہیں دھرے اور مجھے پکڑ کر جیل میں بند کر دیا۔ لیکن مجھے اڑھائی سال جیل میں ہو گئے ہیں مگر میں نے آج تک اپنا قصور تسلیم نہیں کیا۔ مجھے اُس کی باتیں سُن کر گھبراہٹ ہو رہی تھی لیکن وہ نائجیرین مجھے اپنے راز بتاتا ہی جارہا تھا۔

ایک دفعہ میں سو رہا تھا۔ قریباً آدھی رات کو کسی کے باتیں کرنے سے میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک افریقن نوجوان میرے کمرے میں موجود ایک اور قیدی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ موجودہ جرم میں مجھے لمبی قید کی سزا نہیں مل سکتی۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو سال کی قید ہوگی، میں یہ عرصہ شہر کی طرح قید میں گزار لوں گا۔ میں اُس افریقن کی یہ بات سُن کر حیران ہوا کہ اس کو قید کا ایک ذرہ بھی خوف نہیں۔ نیز وہ ترکی زبان بھی کمال مہارت سے بول رہا تھا جو میرے لئے حیران کُن تھا۔

ایک قیدی نے مجھے بتایا کہ کچھ لوگ قید سے ایک ذرہ بھی خوف زدہ نہیں ہوتے بلکہ بعض اوقات جان بوجھ کر کوئی چھوٹا موٹا جرم کرتے ہیں تا کہ اُن کو چند ماہ کی قید ہوجائے۔ اُس نے مجھے بتایا کہ ایک قیدی کو رہائی ملی تو سب قیدیوں نے اُسے رخصت کیا چند ماہ کے بعد سردیوں کی ابتداء میں دوبارہ جیل میں آ گیا، اور کہنے لگا کہ سردیاں جیل کے اندر آرام سے گزر جائیں گی جیل سے باہر تو سردیوں کے ایام گزارنا محال ہے۔

ترکی حکومت کی طرف سے ہر قیدی کو دو کمبل مہیا کئے جاتے تھے لیکن پرانے قیدی پانچ پانچ سات سات کمبل اپنے قبضہ میں کر لیتے اور اپنے بستر پر تہہ بہ تہہ بچھا لیتے جب بھی کوئی نیا قیدی آتا تو اُس سے کچھ پیسے وصول کر کے کمبل اُس کے سپرد کرتے مجھ سے بھی ایک قیدی نے پیسے لے کر کمبل دینے کا وعدہ کیا۔ عرب قیدی فصیح عربی زبان بولنے کی وجہ سے میرے دوست بن گئے تھے۔ جب اُن کو پتہ لگا تو اُن میں سے ایک نے مجھے کہا کہ بالکل ایک پیسہ نہ دینا اور تم سے پیسوں کا مطالبہ کیا جائے تو میرا نام لے دینا۔ میں نے ایسا ہی کیا تو جس قیدی نے مجھے کمبل کے بدلے پیسوں کا مطالبہ کیا تھا وہ بہت غضبناک ہوا۔ لیکن عرب قیدیوں نے اسکی زبان بند کرادی اور کسی نے جیل سپرنٹنڈنٹ کو شکایت کردی سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل کے ٹور پر آئے اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ ہوا ہے میں ساری بات اُن کو بتادی اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ لیکن جیل والے اِسی بہانہ سے ایک دوسرے قیدی کو پکڑ کر لے گئے جہاں اُسے لے کر گئے وہ ایک خاص عقوبت خانہ تھا جہاں جس قیدی کو لے کر جاتے اُسے وہاں لے جاکر مار مار کر اُلّو بنادیتے اور رہائش کے لئے بھی ایک تنگ و تاریک کمرہ میں بند کر دیتے۔ مجھے اِس واقعہ سے جیل کے اندر کی سیاست، قیدیوں کی پارٹی بازی اور اِس طرح کی باتوں کا کچھ اندازہ ہوگیا۔

ہالینڈ والا قیدی موٹروں کی ریس کا ہالینڈ کا چیمپین تھا اور متعدد زبانیں بول سکتا تھا۔ یہی قیدی جنوبی امریکہ کے نوجوان قیدی کا ترجمان بھی تھا۔ جنوبی امریکہ کا قیدی غالباً میکسیکو کا رہنے والا تھا اور ڈرگز کی سمگلنگ میں پکڑا گیا تھا۔ ہالینڈ والے قیدی نے مجھے بتایا کہ سرکاری طرف سے مہیا کئے جانے والے کمبل مختلف قیدیوں کے زیر استعمال ہونے کی وجہ سے اور دُھلائی نہ ہونے کی وجہ سے جراثیم سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ کمبلوں کو دھوئے بغیر استعمال نہ کرنا اور عمومی طور پر بھی جیل میں ہر طرف جراثیم ہیں۔ اس لئے ممکن حد تک احتیاط کرنا۔ اِس بارہ میں ہالینڈ کے قیدی نے اپنے بعض ذاتی تجربات کا بھی ذکر کیا لیکن میں اُن کے ذکر کو چھوڑتا ہوں۔

قید میں قیدی بالعموم کسی بھی نو آمدی قیدی کی ہر طرح مدد کرتے ہیں ایک قیدی نے جب دیکھا کہ میرے پاس کوئی پاجامہ یا شلوار اور قمیص نہیں تو وہ ایک پاجامہ اور اُس کے ساتھ والی شرٹ دھو کر میرے پاس لے آیا اور مجھے تحفۃً یہ چیزیں پیش کردیں۔ یہ دونوں یعنی پاجامہ اور شرٹ (Shirt) اگرچہ بہت ہی سادہ اور کم قیمت تھیں لیکن اُس قیدی کا جذبہ قابلِ قدر ہے۔ میرے پاس یہ پاجامہ اور شرٹ آج بھی موجود ہیں اور میں اُس قیدی کے لئے دعا گو ہوں جس نے کسی تعلق اور واقفیت کے نہ ہونے کے باوجود اپنی بساط کے مطابق یہ لباس مجھے تحفۃً دیا۔ فجزاہ اللہ خیراً

بائرام پاشا جیل سے ہمیں قوجہ ایلی ضلع کے قاندھرا جیل میں لے جایا گیا۔ وہاں پر مولا کریم نے جیل کی انتظامیہ کے دلوں میں ہمارے عمدہ رویّہ کی بناء پر ہمارے لئے عزت پیدا کر دی۔ وہ لوگ ہم سے عام طور پر وہ سلوک نہیں کرتے تھے جو دیگر قیدیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے بلکہ ہمارے ساتھ اُن کا رویہ نہایت نرم اور دوستانہ تھا۔ جس کا بعض اوقات وہ لوگ اپنے قول سے بھی اور عمل سے بھی اظہار بھی کیا کرتے تھے۔ قیدیوں نے تمام قیدیوں کے لئے کھیل کود کا انتظام کیا اور ایک ڈرامہ بھی کیا گیا۔ ہمارے ساتھی قوبلائی چیل صاحب اُس میں شامل ہوئے لیکن خاکسار اور مکرم عثمان شکر صاحب ترک معلم اُس میں شامل نہیں ہوئے بلکہ اپنے قید والے کمرہ میں رہ کر تلاوتِ قرآن کریم کرتے ہوئے اپنا وقت صرف کیا۔

قاندھرا جیل میں ہمارے کمرے کے باہر تھوڑی سی کھلی جگہ تھی اور اُونچی اُونچی دیواریں اور کنکریٹ کا فرش تھا۔ دن کے وقت ہمیں کمرہ سے باہر نکل کر اُس جگہ گھومنے پھرنے کی اجازت تھی۔ میں وہاں چکر لگاتا رہتا اور ساتھ درود شریف پڑھتا رہتا۔ معلم عثمان شکر صاحب بھی میرے ساتھ چکر لگاتے اور کہا کرتے کہ میں اپنے بچوں کو بلکہ آئندہ بچوں کے بچوں کو بھی یہ بتاؤں گا کہ جیل میں مَیں نے ایک مربّی کے ساتھ چکر لگائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شکر صاحب کے اہل و عیال اور آئندہ نسلوں کو ہمیشہ خلافتِ حمدیہ کے ساتھ وابستہ رکھے۔ آمین

قاندھرا جیل یورپین یونین کے مطالبہ پر بنائی گئی تھی جو ماڈرن جیل تھی۔ ایک حجرے میں زیادہ سے زیادہ تین قیدی رکھے جاتے تھے۔ ہمارے لئے تو یہ چیز بہت ہی آئیڈیل تھی۔ کیونکہ ہم تین ہی احمدی قیدی تھے۔ لیکن دوسرے قیدیوں کے لیے جیل سخت ناپسندیدہ تھی وہ چاہتے تھے کہ سب قیدیوں کو ایک ہی جگہ رکھا جائے۔ ہم تینوں ایک کمرہ میں تھے اس لئے ہم بہت خوش تھے۔ مہینہ میں ایک دفعہ قیدیوں کی اپنے خاندان کے ساتھ ملاقات کرائی جاتی۔ یعنی ایک بڑے ہال میں کرسیوں پر بیٹھ کر آپس میں گفتگو ہوتی۔ پہلی دفعہ جب ملاقات کروائی گئی تو عثمان شکر صاحب ترک معلم کا چھوٹا بیٹا ضد کرنے لگا کہ آپ ہمارے ساتھ گھر چلیں۔ عثمان صاحب نے کہا کہ نہیں بیٹا ابھی میرا کام ختم نہیں ہوا۔ اُس معصوم کو کیا علم تھا کہ اُس کے ابو جان کیوں گھر نہیں آرہے۔

قاندھرا جیل میں ہم نے ایک اور نظارہ دیکھا۔ ایک چڑیا منہ میں تھوڑی سی گیلی مٹی لے آتی اور اُس کو ہمارے حجرے کی بیرونی دیوار پر چسپاں کر دیتی۔ بہت عرصہ تک ہم سمجھتے رہے کہ وہ اکیلی ہے۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ایک جوڑا تھا۔ یعنی چڑیا اور اُس کا ساتھی دونوں گیلی مٹی لا کر دیوار پر چسپاں کرتے۔ ہوتے ہوتے اُنہوں نے ایک کمرہ بنالیا۔ اور پھر اور گیلی مٹی لانی شروع کی اور ایک اور کمرہ بنا لیا۔ اُنہوں نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں چکر لگائے۔ کچھ عرصہ کے بعد چڑیا نے انڈے دئے پھر اُن میں سے بچے نکل آئے اور ایک پورا خاندان بن گیا۔ ہم حسرت سے اُن کو دیکھا کرتے کہ یہ آزاد ہیں اور ہم قید ہیں۔ جیل سے باہر نہیں جاسکتے۔

اُن پرندوں کی صفائی دیکھ کر بھی حیران ہو گئے۔ جب بھی ضرورت ہوتی وہ اپنی دُم باہر نکالتے اور اپنی حاجت پوری کر لیتے۔ لیکن اپنے کمروں کے اندر گند نہیں ڈالتے تھے۔ ہم نیچے اخباری کاغذ بچھا دیتے اور گند اکٹھا کر کے ڈسٹ بن میں پھینک دیتے۔

آخر میں تحدیث نعمت کے طور پر کچھ اور باتوں کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ نیز جماعت احمدیہ کی تائید الٰہی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ وہ امور درج ذیل ہیں:۔

1۔ بائرام پاشا جیل جو ایک مشہور و معروف اور بہت پرانی جیل تھی آج اُس کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے، اُسے گرا دیا گیا ہے اور اُس کی جگہ پارک بنا دیا گیا ہے۔ جس جیل میں لے جا کر ہم تین احمدیوں کو قید کیا گیا آج اُس جیل کا نام نشان باقی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کی جگہ گراسی پلاٹ ہیں اور پھول کھلے ہیں۔ لوگ وہاں سیر کے لئے جاتے ہیں۔

2۔ جس عدالت میں ہمیں پیش کیا گیا وہ ایک خاص عدالت تھی جس کا نام D,G,M یعنی نیشنل عدالت برائے سیکیورٹی۔ ابتداء میں اِس عدالت کے جج آرمی آفیسرز ہوتے تھے۔ جب ہمیں اس عدالت میں پیش کیا گیا اُس وقت سیویلین ججز مقرر تھے۔ اُن کے اختیارات بہت زیادہ اور پینتیس سال قید بامشقت کی سزا دے سکتے تھے۔ یہ عدالت 2004ء میں بند کر دی گئی۔ آج اِس عدالت کا نام نشان بھی باقی نہیں رہا۔

3۔ جس وقت ہمیں گرفتار کر کے قید کیا گیا اُس وقت بلند ایجوت صاحب (Bulent Ecevit) وزیر اعظم تھے۔ اُنہوں نے دو مزید پارٹیوں کے ساتھ مل کر حکومت بنائی تھی۔ بالفاظ دیگر تین پارٹیوں کی مخلوط حکومت تھی۔ خُدا کا کرنا یہ ہوا کہ وزیر اعظم کی پارٹی میں سے نیشنل اسمبلی کے چونسٹھ ممبران نے پارٹی سے استعفیٰ دے دیا اور پارٹی سے الگ ہو گئے۔ جس کی وجہ سے حکومت تحلیل ہو گئی اور نئے انتخاب ہوئے جس میں «اناوطن پارٹی» جس کے سربراہ مسعود یلماز صاحب تھے۔ اِس پارٹی کا ایک ممبر بھی کامیاب نہ ہوا اور یہ پارٹی مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔ دیگر دو پارٹیاں بھی کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس حکومت کے زمانہ میں ہمیں گرفتار کیا گیا تھا آج اُس کا کوئی نام و نشان بھی باقی نہیں۔ واضح طور پر تین احمدی قیدیوں اور اُن کے لئے دعائیں کرنے والے احمدی مخلصین کی عاجزانہ آہ و زاری کا ہی نتیجہ ہے۔ کیا جماعتِ مسلمہ احمدیہ کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے کا ثبوت نہیں؟ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ جماعت مسلمہ احمدیہ کی تائید میں ایک قادر مطلق خُدا موجود ہے جس کی شان یہ ہے کہ ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خُدائی یہی تو ہے

4۔ اِس موقع پر میں ایک نشانِ الٰہی کا مزید تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہمیں گرفتار کیا گیا اُس وقت ہم پر الزام لگایا گیا تھا کہ العیاذ باللہ جماعت احمدیہ ایک ٹیرورسٹ جماعت ہے اور ہم اُس کے ممبر اور عہدیدار ہیں۔ حالانکہ ٹیرورسٹ ہونے کا الزام لگانے کے لئے اُس وقت کے مروجہ قانون کے طابق کم از کم کوئی اسلحہ برآمد ہونا ضروری تھا۔ لیکن ہم سے تو کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ اُنہوں نے ایک سبزی کاٹنے والا چاقو بھی عدالت میں پیش کر کے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ چاقو اِن لوگوں سے برآمد ہوا ہے۔ دراصل ہمیں گرفتار اِس لئے کیا گیا تھا کہ حکومت کو اطلاع ملی تھی کہ جماعت احمدیہ تبلیغ کرتی ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ ترکی ایک سیکولر سٹیٹ ہے اور یہ چیز ترکی کے آئین میں شامل ہے کہ حکومت اور دین یا مذہب دو الگ چیزیں ہیں اور حکومت کا کسی کے عقیدہ سے کوئی سروکار نہیں۔ علاوہ ازیں باہم گفت و شنید اور ٹیبل ٹاک (Table Talk) پر ترکی میں کوئی پابندی نہیں۔ بایں ہمہ ہمیں گرفتار کر کے مذہبی پوچھ گچھ کی گئی اور مختلف حکومتی اداروں سے بھی جماعت احمدیہ کے بارہ میں رپورٹس طلب کی گئیں۔ خاکسار نے بھی یہ سوچا کہ اِس سے اچھا اور کونسا موقع ہو گا۔ چنانچہ عاجز نے جس حد تک بھی ہو سکا جماعت احمدیہ کے بارہ میں معلومات بہم پہنچائیں اور جماعتی اداروں، دفاتر، ذیلی تنظیموں، چندہ جات وغیرہ کا تفصیلی ذکر کیا۔ چنانچہ مسلمہ احمدیہ کا مناسب تعارف موجود ہے اور بوقتِ ضرورت کام آ سکتا ہے۔

یہاں جس چیز کا میں بالخصوص ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اُس وقت تو جماعت احمدیہ پر نعوذ باللہ ذٰلک ٹیررازم کا الزام عائد کیا جا رہا تھا۔ لیکن آج خُدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ترکی میں رجسٹر ہو چکی ہے اور جماعت کو ہر طرح کی کاروائیوں کی اجازت بھی مل چکی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن کا معاملہ فی ذاتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ نشان ہے۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:۔

اس وقت جماعت احمدیہ ترکی کے نیشنل پریذیڈنٹ مکرم محمت اوندر صاحب (Mehmet Onder) تھے۔ اُنہوں نے عاملہ سے مشورہ کر کے کوئی چالیس کے قریب نام تجویز کئے۔ اور ایک لسٹ تیار کی۔ ترکی زبان کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی تحریر کیا اور ایک مقامی وکیل برول (Birol) صاحب کو ساتھ لیکر لندن تشریف لائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اِس موقع پر ترکی وکیل بھی اُن کے ساتھ تھے علاوہ ازیں ایڈیشنل وکیل التبشیر مکرم عبدالماجد صاحب، ترکی ڈیسک میں کام کرنے والی واقفہ زندگی ترک خاتون سسٹر امینہ چقماق صاحبہ اور خاکسار بھی موجود تھے۔

مکرم محمت صاحب نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کو مختصر طور پر عرض کیا کہ جماعت کی رجسٹریشن کے لئے جو نام تجویز کئے گئے ہیں اُن میں لفظ ''احمدیہ'' موجود نہیں ہے۔ اُسکی وجہ مکرم وکیل صاحب حضور اقدس کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اُس کے بعد ترکی وکیل مکرم برول (Birol) صاحب نے قانونی وضاحت کی۔ ترکی وکیل صاحب ترکی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ خاکسار اردو میں حضور انور کی خدمت میں ترجمہ پیش کر رہا تھا۔ وکیل صاحب کے بیان کا خلاصہ یہ تھا کہ ترکی کے آئین کے مطابق ''احمدیہ'' کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اِس پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجوّزہ ناموں والی لسٹ اپنے دستِ مبارک میں پکڑی۔ حضور کے دائیں ہاتھ میں قلم تھا۔ حضور لسٹ کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر حضور انور اپنے قلم کو لسٹ کے قریب لے گئے اور ایک نام پر نشان لگانے کا ارادہ فرمایا لیکن فوراً ہی حضور نے قلم واپس اوپر اُٹھا لیا اور فرمایا آپ لوگ ایک دفعہ کوشش کر دیکھیں۔ انشاء اللہ ''احمدیہ'' لفظ شامل کرنے کی منظوری مل جائے گی۔

جب ہم لوگ باہر نکلے تو وکیل صاحب کے چہرے سے شدید مایوسی کا اظہار ہو رہا تھا وہ کوئی بات نہیں کر رہے تھے خاکسار اور مکرم محمت صاحب نے مکرم وکیل صاحب کو تسلی دینے کی بے حد کوشش کی لیکن اُن پر خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وکیل صاحب احمدی نہیں تھے۔

محمت صاحب نے بتایا کہ ترکی واپس لوٹنے کے بعد عاملہ کا اجلاس طلب کیا گیا اور سوچ بچار کے بعد ایک نام پر اتفاق کیا گیا جس کے اندر لفظ ''احمدیہ'' بھی داخل کیا گیا۔ اس کے بعد رجسٹریشن آفس سے وقت لیکر پانچ چھ احباب دفتر گئے۔ وہی ترکی وکیل صاحب بھی ساتھ تھے۔ ڈائریکٹر صاحب کے سامنے کاغذات رکھے گئے تو انہوں نے لفظ ''احمدیہ'' پر اعتراض نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ میری سیکرٹری کے پاس چلے جائیں وہ رجسٹریشن کی کاروائی کر دے گی۔

جب تمام احباب بشمول وکیل صاحب سیکرٹری صاحبہ کے پاس گئے اور کاغذات اُس کے سامنے رکھے تو اُس کی نظر لفظ ''احمدیہ'' پر پڑی تو اُس نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کیا ہے؟ اسکی منظوری تو نہیں دی جا سکتی اور رجسٹریشن نہیں ہو سکتی۔ اِس پر ڈائریکٹر صاحب نے سیکرٹری کو ڈانٹا اور فرمایا کہ تم کون ہوتی ہو اعتراض کرنے والی؟ شعبہ کا انچارج میں ہوں یا تم؟ تمہیں جو کام کہا گیا ہے وہ کرو۔ سیکرٹری صاحبہ نے خاموشی سے رجسٹریشن کی کاروائی کی اور جماعت احمدیہ کو رجسٹر کر کے رجسٹریشن نمبر وفد کے احباب کے حوالے کیا۔ جب باہر نکلے تو محمت صاحب نے ترکی وکیل مسٹر برول (Birol) سے کہا:۔

اب آپ کو پتہ لگ گیا ہو گا کہ ہمارے خلیفہ کے الفاظ کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی تقدیر چھپی ہوتی ہے اور خُدا تعالیٰ کے فرشتے پہرہ دے رہے ہوتے ہیں۔

وکیل صاحب اِس بات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بالکل سچ فرمایا ہے کہ میں خُدا تعالیٰ کی مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہو گا۔ یعنی اَیسے خلفاء آئیں گے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظہر ہوں گے۔

فالحمد للہ ذٰلک۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

محمد انیس دیالگڑھی۔ جرمنی

عالم باعمل اور اطاعت و وفاداری کا پیکر

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش کا ذکر خیر

مورخہ 4 جنوری 2011ء کو جرمن نژاد احمدی عالم دین مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب وفات پا گئے۔آپ کی تدفین جرمنی میں ہوئی۔جرمن لوگ اُن کی قبر پر گل پاشی کر رہے تھے۔میں نے مٹھی بھر مٹی ہاتھ میں لی تو وہ پھول بن گئے۔محبت عقیدت اور دعا کے پھول۔اور پھر اس قدر پھول برسے کہ ایک ڈھیر لگ گیا۔اس ڈھیر سے بہت لالہ و گل نمایاں ہوگئے اور ان گل و لالہ سے چمن احمدیت ہمیشہ مہکتا رہے گا اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نوجوانوں نے قبر کے خلاء کو چند لمحوں میں پُر کر دیا اور وہ شخص ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا
یاد گار رونق محفل تھی پروانے کی خاک

قبر تیار ہوئی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ مکرم عبدالماجد طاہر صاحب نے لمبی اور پُر سوز دعا کروائی۔محترم امیر صاحب جرمنی نے اپنی سسکیاں دبانے کی کوشش کی مگر ایک ہوک نکل گئی۔بس پھر کیا تھا کہ صبر وضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔دعا کے بعد میں نے مکرم ہدایت اللہ صاحب کی قبر کو دیکھا اور سوچا کہ قبر کا خلا تو ہم نے اتنی جلدی پُر کر دیا ہدایت اللہ صاحب کا خلاء کب پُر ہو گا۔جذبات کی رو میں یہ بات مکرم امیر صاحب سے بھی کہہ دی اور امیر صاحب نے جواب دیا کہ ان شاء اللہ ہو گا اور جلد ہو گا۔اللہ تعالیٰ سینکڑوں بلکہ لاکھوں ہدایت اللہ جماعت جرمنی کو عطا فرمائے گا حضور انور ایدہ اللہ نے بھی یہ دعا کی ہے۔اللہ کرے کہ یہ دعا قبول ہو۔آمین

جرمن زبان میں لفظ Hübsch کے معنی حسین وجمیل کے ہوتے ہیں۔اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت اللہ جمیل کہہ کر پکارا کرتے تھے اور تھا بھی حسن وجمال کا پیکر۔اس میں کئی حسن اکٹھے ہو گئے تھے کس کس کا ذکر کروں۔ایمان کا حسن، عبادات کا حسن، کردار کا حُسن، وفا اور اطاعت کا حسن۔قربانی اور ایثار کا حسن اور پھر خدا اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حُسن۔اور پھر اس دور کے مسیحا اور اس کے خلیفہ کے عشق نے تو اس کے حُسن کو چار چاند لگا دیئے تھے۔خلافت کے سائے میں تو اس کا حُسن اور بھی نکھر جاتا تھا۔خلیفۂ وقت کے سامنے اس کی محبت، عاجزی اور انکساری کو توسب ہی دیکھتے اور محسوس کرتے تھے۔مگر اس کی روح کا مستی میں جھومنا اور خلافت کا دیوانہ وار طواف کرنا یہ کبھی کبھی ہی کوئی محسوس کرتا تھا وہ اس کیفیت کو چھپا کر رکھتا تھا۔مگر عشق اور مُشک بھی کبھی چُھپے رہے ہیں۔یہ عشق خود بھی مہکتا ہے اور ماحول کو بھی مہکاتا ہے۔

اللہ اللہ جہاں محبت کا
جلوتوں میں ہیں خلوتیں کیسی

عبادت کا حُسن بھی اس کو عطا ہوا تھا۔میں نے خود اُن کو نماز پڑھتے اور پڑھاتے دیکھا۔ایک عجیب کیفیت جو آنکھوں سے تو نظر نہیں آتی تھی مگر ساتھ نماز پڑھنے والے کی روح پر اثر کرتی تھی۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے بھی آپ کی عبادت اور دعا کی مثالیں 7 جنوری 2011ء کے خطبہ جمعہ میں دیں اور یہ بھی فرمایا کہ مرتے وقت ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے ہاتھ کی انگلیاں تسبیح کی حالت میں تھیں جیسا کہ وہ عموماً ہوا کرتی تھیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریباً 20 منٹ اس سال کے پہلے خطبہ جمعہ میں جس کو ساری دنیا نے سنا ان کا ذکر خیر کیا اور مرحوم کی محبت اخلاص وفا اور اطاعت کے واقعات سنائے۔ ع

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے

ایک اور واقعہ جس سے مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی کامل اطاعت کا نمونہ سامنے آتا ہے یہ ہے کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل ان کو ایک کتاب شائع کرنے کا خیال آیا انہوں نے ایک اشاعتی ادارے سے بات بھی کی وہ ادارہ فوراً راضی ہوگیا بلکہ ایڈوانس بھی دے دیا۔مگر آپ نے جماعت سے اس کتاب کی اشاعت کی اجازت طلب کی۔جماعت نے غور وخوض کے بعد فیصلہ کیا کہ بہتر ہو گا کہ یہ کتاب شائع نہ ہو کہ اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہونے کا اندیشہ ہے۔مکرم ہدایت اللہ صاحب نے فوراً جماعتی فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کیا اور کتاب کی اشاعت کا ارادہ ترک کر دیا۔

اطاعت کی بات کرنا۔اطاعت کا عہد کرنا اور بات ہے اور اُسے بہتر طور پر نبھانا اور بات ہے بلکہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔وہ عالم باعمل انسان تھے۔وہ ناصح بھی تھا مگر غمگسار بھی۔واعظ بھی تھا مگر ہمدرد بھی۔وہ شاعر، ادیب، مقرر اور خطیب بھی تھا مگر سب سے بڑھ کر اسلام کا مبلغ تھا۔سوال و جواب کی مجلس ہو یا اخباری انٹرویو، کسی یونیورسٹی میں لیکچر ہو یا TV کا ٹاک شو مکرم ہدایت اللہ صاحب کی بات ہمیشہ غالب رہتی تھی کہ وہ بات خدا کی بات کرتے تھے۔

اپنے خالق و مالک کے پاس جاتے جاتے آخری نظم میں اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خراج تحسین پیش کرنے کے بعد آپؐ کا شکریہ بھی ادا کیا کہ آپؐ نے ایسی عظیم الشان ہدایت دنیا کو دی جس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔

ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا تخیل اس قدر بلند پرواز تھا اور ان کے قلم میں اس قدر قوّت اور جان تھی کہ اگر وہ اُسی رستہ پر قائم رہتے جس پر وہ اسلام لانے سے قبل قائم تھے تو بے شمار کتابوں کے خالق بنتے اور بڑے انعام کے حقدار بھی۔مگر ان کو دنیا کے انعاموں کی پرواہ ہی کب تھی۔خصوصاً آج کے دور میں تو ان کی خوب پذیرائی ہوتی کہ پہلے تو لوگ دبی زبان میں اور چھپ چھپ کر اسلام پر اعتراض کرتے تھے مگر اب کھل کر اسلام اور بانی اسلام پر گند اچھالنے لگے ہیں۔اور سینکڑوں لوگوں نے تو اسلام کے خلاف کتابیں لکھ کر اور فلمیں بنا کر بہت دھندہ کیا اور خوب پیسہ کمایا۔ہیوبش صاحب سینہ سپر ہو کر اس راستہ میں کھڑے ہو گئے اور ان کا خوب دل کھول کر جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرتا جائے اور ان جیسے ہزاروں وفادار جماعت احمدیہ عالمگیر کو عطا کرتا رہے۔

طلوع وغروب آفتاب

06 اکتوبر 2020ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:57	18:04
مدینہ منورہ	04:58	18:03
قادیان	05:05	18:07
ربوہ	04:45	17:47
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:43	18:29